سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۵۲

# اِصلاحِ قلب اور اَعمالِ صالحہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۵۲

# اِصلاحِ قلب اور اَعمالِ صالحہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

**محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

اور

**حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ**

اور

**حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

# ضروری تفصیل

وعظ : اصلاحِ قلب اور اعمالِ صالحہ
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخِ وعظ : ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۸۴ء، بروز منگل
مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ)
تاریخِ اشاعت : ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر
زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

## قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

# عنوانات

تکرار سے علم تازہ رہتا ہے ........................................ ۶
جوتا پہننے اور اتارنے کی سنتیں ........................................ ۷
اللہ کی بندگی موت تک فرض ہے ........................................ ۷
سنت نام ہے آدابِ بندگی کا ........................................ ۸
مسلمان مخلوق کا نہیں خالق کا غلام ہے ........................................ ۹
سنت اور بدعت کی عاشقانہ شرح ........................................ ۱۰
اہل اللہ سے محبت کی قدر و قیمت ........................................ ۱۱
صحبتِ اہل اللہ کی فضیلت ........................................ ۱۲
رسولِ خدا کی پسند خدا کی پسند ہے ........................................ ۱۳
بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں ........................................ ۱۴
مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی سنتیں ........................................ ۱۵
بزرگوں کے مجاہدات پر نظر کرنی چاہیے ........................................ ۱۷
قلب پر غلبۂ ذکر کا انعام ........................................ ۱۸
خدا سے کبھی جدائی نہیں ہے ........................................ ۱۹
اصلی اسباب راحت کیا ہیں؟ ........................................ ۲۰
خدا کی ذات بے مثل ہے ........................................ ۲۱
زندگی کیسے گزارنی چاہیے؟ ........................................ ۲۲
تعلق مع اللہ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ........................................ ۲۳
یہودیوں کی قوت کا اصل سبب ........................................ ۲۶
قرآن میں دین سے متعلق ہر سوال کا جواب موجود ہے ........................................ ۲۶

علم حدیث کے بغیر فہم قرآن محال ہے ............ ۲۷
اعمال صالحہ کی ادائیگی کا مدار اصلاحِ قلب پر ہے ............ ۲۹
دولت کے زہر کا منتر کیا ہے؟ ............ ۳۰
تقویٰ کے ملنے کا پتا ............ ۳۱
تکبر کے مرض کی تشخیص اور علاج ............ ۳۲
ریا کے مرض کی تباہ کاریاں اور علاج ............ ۳۳
قلب سقیم کو قلب سلیم کیسے بنائیں؟ ............ ۳۴
  قلبِ سلیم کی پہلی تفسیر ............ ۳۵
  قلبِ سلیم کی دوسری تفسیر ............ ۳۵
  قلبِ سلیم کی تیسری تفسیر ............ ۳۶
  قلبِ سلیم کی چوتھی تفسیر ............ ۳۶
  قلبِ سلیم کی پانچویں تفسیر ............ ۳۶
اللہ تعالیٰ کی نسبتِ محبت کی علامات ............ ۳۷

* * *

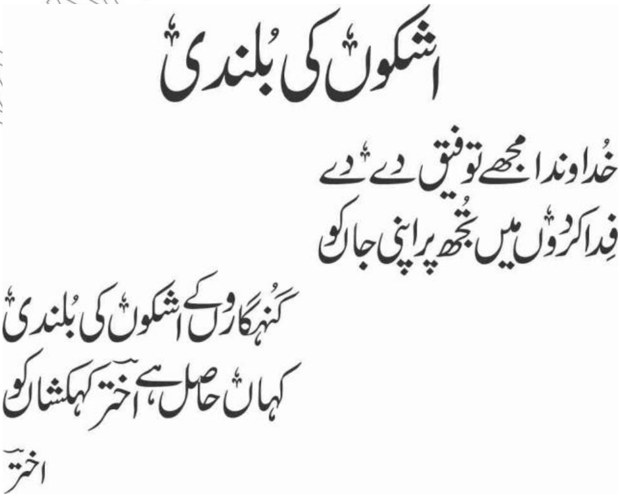

## اشکوں کی بُلندی

خُداوندا مجھے توفیق دے دے
فِدا کروں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گُنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی
کہاں حاصل ہے اختؔر کہکشاں کو

اختؔر

# اصلاحِ قلب اور اعمالِ صالحہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ[۱]

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

أَلَا وَاِنَّ فِی الۡجَسَدِ مُضۡغَۃً اِذَا صَلُحَتۡ صَلُحَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الۡقَلۡبُ[۲]

## تکرار سے علم تازہ رہتا ہے

میرے شیخِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ وعظ سے پہلے دو تین سنتیں بیان کرلیا کرو ورنہ وعظ کا مضمون ایسا پھیل جاتا ہے کہ پھر بات یاد نہیں رہتی۔ اس زمانہ میں ایک سنت پر عمل کرنے اور اس کو امت تک پہنچا دینے کا اجر سو شہیدوں کے برابر ہے۔ یہ تجربہ کی بات ہے کہ جس چیز کا مذاکرہ ہوتا ہے وہ چیز یاد رہتی ہے اگر اس کا بار بار تذکرہ نہ ہو تو وہ چیز بھلا دی جاتی ہے لہٰذا بار بار تذکرہ کرنے سے بھولا ہوا سبق یاد رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خود مقرر یعنی وعظ کرنے والا بھی اگر بار بار اس کا تذکرہ نہ کرے تو وہ بھی ایک دن اپنا سبق بھول جائے گا۔ اگر استاد طالبِ علموں کو نہ پڑھائے تو وہ بھی اپنا پڑھا ہوا سبق بھول جاتا ہے، پڑھاتے

---

[۱] الشعرآء:۸۹-۸۸

[۲] صحیح البخاری:۱/۱۳ (۵۲)، باب فضل من استبرأ لدینہ، المکتبۃ المظہریۃ

رہنے سے استاد کا علم بھی تازہ ہوتا ہے اور طالبِ علم اور سامعین کرام کا بھی علم تازہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی لکھی ہوئی ”ادعیہ مسنونہ“ کے نام سے ایک کتاب ہے جو کتب خانہ مظہری میں دستیاب ہے اور انتہائی کم قیمت کی ہے، اس کو خرید لیا جائے، اس میں روزمرہ کی سنتیں اور دعائیں لکھی ہوئی ہیں، کھانے پینے کی، اٹھنے بیٹھے کی، سونے جاگنے کی، مسجد میں آنے جانے کی اور صلوٰۃ الحاجات وغیرہ کی۔ ان سنتوں پر عمل کر کے آہستہ آہستہ سنت کے مطابق زندگی گزاریں۔

## جوتا پہننے اور اتارنے کی سنتیں

ایک شخص ہر وقت مراقبہ کرتا ہے، ہر وقت ذِکر کرتا ہے مگر بیت الخلاء میں جاتے وقت داہنا پاؤں پہلے داخل کرتا ہے اور نکلتے وقت بجائے داہنا پیر پہلے نکالنے کے بایاں پیر پہلے نکالتا ہے۔ اگر کوئی سنت کے خلاف استنجاء کرتا ہے، سنت کے خلاف وضو کرتا ہے، سنت کے خلاف مسجد میں جاتا ہے، دن میں متعدد بار جوتا پہنتا اور اتارتا ہے مگر ہر دفعہ سنت کے خلاف کرتا ہے یعنی پہلے بائیں پیر میں جوتا پہنتا ہے اور دائیں پیر سے پہلے اتارتا ہے، ہر مسلمان دن میں کئی کئی مرتبہ جوتا پہنتا اور اتارتا ہے تو اگر سنت کے مطابق جوتا پہنے اور اتارے تو دن میں کتنی مرتبہ سنت پر عمل کرنے کا اجر ملے گا۔ یہ سنت بخاری شریف میں بڑی مضبوط روایت کے ساتھ مذکور ہے۔ حدیث کی سب سے بڑی کتاب بخاری شریف ہے۔ اس کی ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِالْیَمِیْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَأْ بِالشِّمَالِ[۳]

جب جوتا پہنو تو پہلے دائیں پیر میں پہنو اور جب اتارو تو پہلے بائیں پیر سے اتارو۔ تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

## اللہ کی بندگی موت تک فرض ہے

اب آپ کہیں گے کہ صاحب! ذرا ذرا سی بات پر سنت ہے تو دوستو! بندگی نام ہی اسی کا

---

[۳] صحیح البخاری: ۲/۸۷۰ (۵۸۷۶)، باب یبدأ بانتعال الیمنی، المکتبۃ المظہریۃ

ہے کہ ہماری کوئی سانس مالک کی مرضی کے خلاف نہ گزرے۔ بندگی اس کا نام نہیں کہ فجر کی نماز پڑھ لی اب ظہر تک سینما دیکھو، وی سی آر دیکھو، جھوٹ بولو، رشوت لو، جس طرح سے چاہو زندگی گزارو، بندگی نام ہے وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ[1] کا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم ہمارے بندے ہو، تمہاری بندگی کی قید تمہاری موت تک ہے، جب تک زندہ ہو ہماری بندگی کی قید میں ہو، ایک سانس بھی ہماری مرضی کے خلاف نہیں لے سکتے، ساری عمر ہماری عبادت اور بندگی کی زنجیریں اپنی گردن میں ڈالے رہو، بندہ بن کر رہو، بندگی کے حقوق ادا کرتے رہو، حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ یہاں تک کہ تمہیں یقین آجائے۔ یہاں یقین کے معنیٰ ہیں موت۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں یقین کے معنیٰ موت کے ہیں۔ موت کا نام اللہ تعالیٰ نے یقین رکھ دیا۔ موت اتنی بین الاقوامی مسلمات میں سے ہے کہ اس کا نام ہی یقین پڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہی یقین رکھ دیا۔ تو اللہ کی بندگی کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے۔

## سنت نام ہے آدابِ بندگی کا

تو معلوم ہوا کہ آپ ایک سانس بھی اللہ کی غلامی کے خلاف، اللہ کی بندگی کے خلاف نہیں گزار سکتے۔ اصلی بندہ وہ ہے جو چوبیس گھنٹے اللہ کا بندہ ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جوتا پہننے کی سنت سکھا دی تو آپ جس وقت جوتا پہنتے ہیں کیا اس وقت اللہ کے بندہ نہیں ہوتے؟ کیوں صاحب! اگر کسی کے دل میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات میں ہمارے لیے سنت کی پابندی کا قانون موجود ہے۔ بتائیے! دنیا میں ایسا کوئی مذہب ہے جس میں جوتا پہننے کے طریقے بھی سکھائے جارہے ہوں اور ناک صاف کرنے کا طریقہ بھی سکھایا جارہا ہو؟ دنیا کے کسی مذہب میں ایسا نہیں ہے۔

ہندو بیت الخلاء میں مشکل سے دس تولہ پانی لے جاتے ہیں، ہندو بنیے کی لوٹیا ایک بڑے گلاس جتنی ہوتی ہے تو بتائیے وہ دس تولہ پانی سے کیسے استنجاء کرلیتے ہیں، ناممکن ہے کہ پاکی والا صحیح استنجاء ان کو نصیب ہوتا ہو۔ تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں سنت عطا فرمائی ہے۔ اور سنت کس چیز کا نام ہے؟ سنت نام ہے آدابِ بندگی کا کہ دنیا میں کس طرح جینا

---

[1] الحجر: ۹۹

چاہیے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو سنت کی تعریف عجیب انداز میں کی ہے۔ دوزخ، جنت، سنت، بدعت چار اصطلاح کی تعریف مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے عاشقانہ زبان میں بیان فرمائی ہے۔

## مسلمان مخلوق کا نہیں خالق کا غلام ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جیسا زمانہ ہو ویسے ہی چلنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ زمانہ کیسا بھی ہو اللہ کی مرضی کو نہ چھوڑو، ہم زمانے کے غلام نہیں ہیں، اللہ کے غلام ہیں۔ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

ہمیں زمانے کو نہیں دیکھنا، زمانہ تو مخلوق ہے، ہمیں خالق کی طرف دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کس بات سے خوش ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پیش کر رہا ہوں ؎

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو بس مرضی جانا نہ چاہیے
بس اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

بس ہر وقت دیکھتے رہو کہ اگر ہمارے کسی عمل سے دل تو خوش ہوتا ہے، مخلوق تو خوش ہوتی ہے، بیوی تو خوش ہوتی ہے، بچے تو خوش ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو اپنی خوشی کو چھوڑ دو اور اللہ کی خوشی کو اختیار کرلو۔ جیسے کوئی بچوں کو پلاسٹک کی بلی کا تحفہ دے گیا جس کو دبانے سے میاؤں میاؤں کی آوازیں بھی آتی ہیں، اب بچے خوش ہورہے ہیں، لیکن جب ان کا ابّا آتا ہے جو اللہ والوں کا صحبت یافتہ ہے اور شریعت کے حکم سے واقف ہے تو وہ بیوی سے کہتا ہے کہ خبردار! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویریں اور مورتیاں رکھنے کو منع فرمایا ہے، بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ تو بیوی کہتی ہے کہ جب آپ بچے تھے تو آپ بھی

تو پتنگ اڑاتے تھے، ٹی وی دیکھتے تھے، ابھی تو تبلیغی چلّے کے بعد آپ کے چہرے پر داڑھی آئی ہے، اور میرے بچوں کو ابھی سے ملا بنا رہے ہیں، آپ بھی تو چالیس سال کے بعد بدلے ہیں۔ تو کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے، مان لو اس کی زندگی غفلت میں گزری، لیکن اب وہ نہیں چاہتا کہ میرے بچے بھی اپنی زندگی غفلت میں گزاریں لہٰذا چھری لے کر اس بلّی کی گردن کاٹ دو تاکہ مورتی رکھنے کا گناہ ختم ہو جائے۔ اگر تصویر کا سر الگ کر دیا جائے تو تصویر کا گناہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کلینڈر وغیرہ میں چڑیا، مینا، طوطا یا کسی انسان کی تصویر ہو تو اس کے سر پر ٹیپ لگا دو یا قلم کی روشنائی پھیر دو تو تصویر کا گناہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر بیوی بچے روئیں تو ساری دنیا کا رونا پسند کر لو مگر خدا کو ناراض نہ کرو، اگر قیامت کے دن خود ہنسنا چاہتے ہو، اگر یہ چاہتے ہو کہ ہم قیامت کے دن نہ روئیں تو ساری دنیا کے نہ ہنسنے کی پرواہ نہ کرو، نہ رونے کی پرواہ کرو ؎

سارا جہاں خلاف ہو پرواہ نہ چاہیے
پیشِ نظر تو بس مرضی جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گھر میں ناشتہ نہیں کیا جس گھر میں تصویر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے باہر کھڑے رہے جب تک تصویر نہیں ہٹائی گئی۔

## سنت اور بدعت کی عاشقانہ شرح

تو میرے دوستو! جنت، دوزخ، سنت اور بدعت کی شرعی تعریف تو آپ کو معلوم ہے لیکن میں ایک اللہ والے، ایک عاشق کی زبان سے اسے پیش کر رہا ہوں، بزرگوں کی بات میں کچھ ایسی تاثیر ہوتی ہے جو دل میں اُتر جاتی ہے۔ تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب عاشقانہ زبان میں فرماتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کیا چیز ہے ؎

ہم بھٹک جائیں تری راہ سے دوزخ ہے یہی
اور تری راہ پہ لگ جائیں یہی جنت ہے

جو خدا کے راستہ سے بھٹک گیا اس کی دوزخ دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ یہ اس ذاتِ گرامی کا شعر ہے جو اس زمانہ میں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا عملی نمونہ ہیں، جن کی تقریر سن کر مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا تھا کہ اگر کسی نے مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہ دیکھا ہو تو وہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کی تقریر سن لے، جس نے ان کو سن لیا اس نے گویا مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب کو سن لیا۔ تو جب آپ توبہ کر کے اللہ کے راستہ پر لگ گئے تو آپ کی جنت شروع ہو گئی۔ اب مولانا شاہ محمد احمد صاحب کے دوسرے شعر میں سنت اور بدعت کی تعریف سنیے ؎

مے توحید سے سرشار ہوں سنت ہے یہی
دل کسی غیر کو دے دوں تو یہی بدعت ہے

سبحان اللہ! کیا عمدہ تعریف کی ہے، غیر اللہ کو دل دینے سے بڑھ کر کوئی بدعت نہیں ہے۔

## اہل اللہ سے محبت کی قدر و قیمت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ[۵] قیامت کے دن جو قلبِ سلیم لے کر آئے گا اس کو جنت ملے گی۔ تو قلب سلیم کی کیا تفسیر ہے؟ ایک سقیم یعنی بیمار دل ہوتا ہے اور ایک سلیم یعنی سلامتی والا دل ہوتا ہے۔

علامہ سید محمود بغدادی آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے کہ اَلۡقَلۡبُ السَّلِیۡمُ ھُوَ الَّذِیۡ لَیۡسَ فِیۡہِ غَیۡرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ[۶] قلبِ سلیم وہ ہے جس میں غیر اللہ کی محبت نہ ہو۔ اور غیر اللہ کون ہیں؟ جن کی محبتوں سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ باپ کی محبت بھی دل سے نکال دو، بیوی کی محبت بھی نکال دو اور پیر کی محبت بھی نکال دو۔ یہ محبتیں غیر اللہ نہیں کہلاتیں، جو محبت اللہ کے لیے کی جاتی ہے، جو محبت لِلّٰہِ ہوتی ہے وہ فِی اللّٰہِ سمجھی جاتی ہے، جو محبت لِلّٰہِ ہو گی وہ بِاللّٰہِ ہو گی، جو محبت لِلۡحَقِّ ہے، وہ

---

[۵] الشعرآء: ۸۸-۸۹

[۶] روح المعانی: ۱۹/۱۰۱، الشعرآء (۸۹)، دار احیاء التراث، بیروت

محبت بِالْحَقِّ ہے، قیامت کے دن اس کا بھی وزن ہو گا۔ جب قیامت کے دن مجاہد کے گھوڑے کی لید اور اس کے پیشاب کا وزن کیا جائے گا تو کیا اللہ والوں کی محبت نیکیوں میں شمار نہ ہو گی؟ کیوں صاحب گھوڑے کی لید سے اللہ والوں کی محبت کم ہے؟ حدیث میں آتا ہے کہ مجاہد جو گھوڑا جہاد کے لیے پالتا ہے اللہ تعالیٰ نیکیوں کے پلڑے میں اس گھوڑے کے پیشاب اور لید کا بھی وزن فرمائیں گے۔ تو اس سے اندازہ کیجیے کہ جو اللہ کی رضا کے لیے اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں، جس کے سانس کسی اللہ والے کے پاس گزرتے ہوں اس کے ثواب کا کیا حال ہو گا۔

## صحبتِ اہل اللہ کی فضیلت

صاحبِ مشکوٰۃ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی اللہ والے سے یا ان کے غلاموں سے ملاقات کی نیت سے گھر سے نکلے۔ اور اللہ والے تو بڑی چیز ہیں مگر ان کے غلاموں کی صحبت کو بھی غنیمت سمجھو، جب پانی نہیں ہوتا تو مٹی کے ڈھیلے سے تیمم کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اللہ والے تو اپنے کو مٹی کا ڈھیلا سمجھتے ہیں مگر آپ ان کو پانی سمجھیں۔ تو مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ جس وقت کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کسی اللہ والے کے پاس جاتا ہے کہ چلیں اللہ کی باتیں سنیں تاکہ ایمان تازہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ زَائِرًا أَخَاهُ شَيَّعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِنَّهُ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ[۷] اس کے گھر سے ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور اس کے لیے دعا مانگتے ہیں، يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ راستہ بھر اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف کر دے۔ تو ستر ہزار فرشتوں کی دعا راستہ بھر ملی اور دوسری دعا یہ مانگتے ہیں اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ وَصَلَ فِيْكَ اے اللہ! یہ آپ کے لیے آپ کے فلاں بندے کے پاس جا رہا ہے، آپ اس کو اپنا بنا لیجیے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں وَصَلَ فِيْكَ کی شرح میں لکھتے ہیں أَيْ وَصَلَ لِأَجْلِكَ[۸] اس بندے کا اس اللہ والے سے خون کا رشتہ نہیں تھا، تجارت یا کوئی

---

[۷] شعب الایمان للبیہقی: ۱/۴۹۳ (۹۰۲۴)، قصۃ ابراھیم فی المعانقۃ، دار الکتب العلمیۃ/مشکوٰۃ المصابیح: ۴۲۷، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، ایچ ایم سعید

[۸] مرقاۃ المفاتیح: ۸/۳۱۴۵، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، دار الفکر، بیروت

اور غرض بھی نہیں تھی اور اگر خون کا رشتہ بھی ہے، تجارت بھی ہے تو بھی اس وقت میں آپ کی محبت غالب ہے اور یہ اس وقت صرف اسی مقصد کے لیے جارہا ہے۔ تو یہ ستر ہزار فرشتے اللہ کا مقرب بننے کی دعا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کے پاس آنے جانے والے جلد اللہ والے بن جاتے ہیں جبکہ تنہائی میں ہزاروں سال عبادت کرنے کے باوجود بھی یہ نعمت نہیں ملتی کیوں کہ فرشتوں کی دعا کہاں سے پائے گا؟

## رسولِ خدا کی پسند خدا کی پسند ہے

تو میں عرض کررہا تھا کہ سو دفعہ جوتا پہننا اور اُتارنا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جوتا پہنتے وقت پہلے داہنا پیر داخل کریں اور اتارتے وقت پہلے بایاں پیر نکالیں، اس عمل کو یہ سمجھ کر کریں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بندگی کے آداب یہی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں جیسے پہلے داہنے پیر میں جوتا پہننا اور بائیں پیر سے نکالنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند میں اللہ کی پسند ہے۔ اس بات کو یاد کرلو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ کی پسند ہے، جو اللہ اور رسول کو اس معاملہ میں غیر سمجھتا ہے اس سے بڑھ کر جاہل کوئی نہیں ہے۔

مقامِ رسالت اور مقامِ عظمتِ نبوت کو حق تعالیٰ خود متعین فرماتے ہیں، قرآنِ کریم میں ہے کہ اے ایمان والو! مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ہمارا نبی جو تمہیں عطا کردے یعنی شریعت اور سنت کا طریقہ سکھائے اس کو سر آنکھوں پر رکھو، وَمَا نَهٰىکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[۹] اور جس بات سے منع کردے اس سے رُک جاؤ یعنی رسولِ خدا کا کوئی طریقہ سکھانا میرا ہی طریقہ ہو گا، میری ہی پسند کا ہو گا اور جس بات سے وہ منع کریں تو سمجھ لو کہ وہ میرا ہی منع کیا ہوا طریقہ ہے یعنی اللہ کے حکم میں اور اس کے رسول کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تو ایک سنت تو جوتا پہننے اور اُتارنے کی زندہ کرلیجیے۔ آج سے اس کا عہد کرلیجیے کہ آپ جب یہاں سے نکلنے کے بعد جوتا پہنیں گے تو پہلے داہنا پاؤں داخل کریں گے اور نکالتے وقت بایاں پاؤں نکالیں

---

[۹] الحشر:۷

گے۔ ایسے ہی خواتین سے بھی یہی گزارش ہے کہ جب اپنی جوتیاں پہنیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر پہلے داہنا پیر داخل کریں۔ یہ سنت بخاری شریف میں موجود ہے۔ آپ اس سنت پر عمل کرنے کا عہد کرلیجیے اور اس سنت پر عمل کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی دل میں لائیے کہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جوتا پہن رہا ہوں اور آسمان پر میرا رب خوش ہورہا ہے کہ میرا یہ بندہ میرے نبی اور میرے پیغمبر کے طریقے پر جوتا پہن رہا ہے۔ آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ یہ معمولی چیز ہے؟ آپ کی زندگی کا ہر سانس بندگی میں داخل ہے، آپ کی زندگی کی کوئی سانس، کوئی لمحۂ حیات بندگی سے خارج نہیں ہے، جوتا پہننا، کھانا پینا، استنجاء کرنا یہ سب ادائے بندگی ہے، ناک بھی صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ سے ناک صاف کیجیے۔ بہر حال جوتا پہننے اور اتارنے کی سنت کو زندہ کیجیے۔

## بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں

دوسری سنت ہے اوپر چڑھنے اور نیچے اُترنے کی، اس کو پہلے بھی بیان کرچکا ہوں آج ایک بار پھر بیان کرتا ہوں۔ بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ ہم بھول جاتے ہیں، ہمارے اندر غفلت شروع ہوجاتی ہے، اس لیے بار بار تکرار کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق دے دیں۔ تو اوپر چڑھنے کی سنت کیا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عمر چورانوے سال تھی، ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں اٰخِرُ مَنْ مَّاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ مِنَ الصَّحَابَۃِ[۱۰] یہ مدینہ منورہ میں آخری صحابی ہیں، ان کے انتقال کے بعد مدینہ منورہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ مرتبہ جہاد میں شرکت کی، مدینہ منورہ سے لے کر مکہ مکرمہ کے پہاڑوں پر جہاں جہاں جہاد ہوتا تھا جب یہ اوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب نیچے اُترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا[۱۱] جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور

---

[۱۰] مرقاۃ المفاتیح:۹/۴۰۲۴(۶۲۴۷)، باب جامع المناقب، دار الفکر، بیروت

[۱۱] صحیح البخاری:۱/۴۲۰(۳۰۰۶)، باب التسبیح اذا ھبط وادیا، المکتبۃ المظھریۃ

جب نیچے اترتے تھے تو سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ اب آپ کہیں گے کہ اس عمل میں آدابِ زندگی اور آدابِ بندگی کیا ہیں؟ جب آپ بلندی پر چڑھتے ہیں تو بلند ہونا اللہ کی شان ہے لہٰذا آپ نے کہا اللہ اکبر، یعنی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور جب آپ پستی میں اترتے ہیں تو نیچا ہونا خدا کی شان کے خلاف ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ اب کہو سبحان اللہ یعنی اے اللہ! آپ نیچے ہونے سے پاک ہیں، ہم تو نیچے ہو رہے ہیں مگر آپ نیچے ہونے سے پاک ہیں۔ یہ ہیں آدابِ بندگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اللہ کے مزاجِ عظمت کو، حق تعالیٰ کی شانِ الوہیت کو کون سمجھ سکتا ہے، لہٰذا آپ نے ہر سانس میں سکھادیا کہ اللہ کس بات سے خوش ہوں گے۔ آپ بتلائیے کہ نبی سے بڑھ کر حق تعالیٰ کے مزاج کا عارف کوئی اور ہو سکتا ہے؟ لہٰذا آپ نے ہر سانس میں بندگی سکھادی۔

## مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی سنتیں

آج آپ دو سنتیں لے کر جائیں اور ان دو سنتوں پر عمل شروع کر دیں۔ اب مسجد میں داخل ہونا ہے، اس وقت کیا کریں گے؟ اب پہلے داہنا پیر مسجد میں داخل کرنا ہے، تو اب آپ کہیں داہنے پیر سے جوتا نکال کر مسجد میں داخل نہ کر دیں۔ مسجد کے پاس کھڑے ہو جایئے، پہلے جوتے سے بایاں پاؤں نکالنے کی سنت ادا کیجیے، اب بایاں پیر جوتے پر یا چپل پر یا مسجد کی سیڑھی پر رکھ لیجیے، اس کے بعد داہنا پیر نکال کر اس طرح بسم اللہ اور درود شریف پڑھیے بِسۡمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللهِ[۱۲] یہ الفاظِ نبوت ہیں جو سنن ابن ماجہ میں موجود ہیں۔ ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اوپر درود بھیجتے تھے کیوں کہ یہ الفاظ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے۔

آپ اس کے علاوہ کوئی دوسرا درود بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ الفاظ پڑھنا زیادہ افضل ہیں، اس کے بعد اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ لِيۡ أَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ[۱۳] پڑھیں، اب داہنا پیر مسجد میں داخل کریں، مسجد میں داخل ہونے کے بعد اعتکاف کی نیت کر لیں نَوَيۡتُ سُنَّةَ الۡاِعۡتِكَافِ مَادُمۡتُ

---

[۱۲] سنن ابن ماجة: ۱۵۹/۱ (۷۷۱)، باب الدعاء عند دخول المسجد، المكتبة الرحمانية

[۱۳] صحیح مسلم: ۲۴۸/۱، باب ما يقول اذا دخل المسجد، ایچ ایم سعید

فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ یااللہ نیت کرتا ہوں کہ جب تک مسجد میں ہوں اعتکاف کی حالت میں ہوں۔ اس نیت کا مفت میں ثواب ملتا رہے گا، اگر عربی عبارت یاد نہ ہو تو اُردو میں نیت کرلو، اس سے نفلی اعتکاف کا ثواب مل جائے گا۔ اب نماز پڑھنے کے بعد باہر کیسے نکلیں گے؟ مسجد سے بایاں پیر پہلے نکالنا سنت ہے، اچھی جگہ دایاں پیر پہلے رکھنا اور خراب جگہ مثلاً بیت الخلاء میں بایاں پیر پہلے داخل کرنا سنت ہے۔ اگر کسی سے پیسے یا ہدیہ لینا ہے یا کسی کو کچھ دینا ہو تو داہنے ہاتھ سے لین دین کیجیے۔

ایک مرتبہ میرے شیخِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پانچ روپے عنایت فرمائے، غلطی سے میرا بایاں ہاتھ بڑھ گیا، حضرت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا داہنا ہاتھ بڑھاؤ۔ یہ ایک سبق دیا تھا جو پوری زندگی کے لیے یاد ہو گیا، اللہ والے عملی تربیت کرتے ہیں۔ تو ہر اچھا کام داہنے ہاتھ سے کریں اور استنجاء اور ناک صاف کرنے جیسے کام بائیں ہاتھ سے کریں۔

اب مسجد سے نکلنا ہے، مسجد کے مقابلہ میں دنیا کی باقی زمین کمتر ہے لٰہذا مسجد سے پہلے بایاں پاؤں نکالنا ہے مگر اس سے پہلے بسم اللہ اور درود شریف پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ[۱۴] اس کے بعد اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ[۱۵] پڑھ کر بایاں پیر باہر نکالیں اور بائیں جوتے کے اوپر رکھیں، ابھی جوتے میں داخل نہ کیجیے، اب داہنے پیر کو مسجد سے نکالیں اور دائیں جوتے میں داخل کیجیے پھر بائیں پیر کو جو جوتے کے اوپر رکھا ہے اسے جوتے میں داخل کریں، یہ جوتا پہننے کی سنت ادا ہو رہی ہے۔ تو آپ ان سنتیں کو جاری کیجیے۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "ادعیہ مسنونہ" میں کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور چاند دیکھنے کی غرض زندگی کی بہت ساری سنتیں موجود ہیں۔ اگر آپ مہینہ میں ایک سنت بھی یاد کرکے اس پر عمل کرنا شروع کرلیں تو دوستو! ایک سال میں بارہ سنتوں پر عمل ہو جائے گا۔ اللہ ہماری آپ کی زندگی میں برکت دے، اس طرح ان شاء اللہ دس سال میں ایک سو بیس سنتوں پر عمل ہو جائے گا، اس سے زیادہ سنتیں تو ہیں بھی نہیں۔

---

[۱۴] سنن ابن ماجة: ۱۵۹/۱ (۷۷۱)، باب الدعاء عند دخول المسجد، المکتبة الرحمانیة

[۱۵] صحیح مسلم: ۲۴۸/۱، باب ما یقول اذا دخل المسجد، ایچ ایم سعید

## بزرگوں کے مجاہدات پر نظر کرنی چاہیے

تو خیر یہ میں نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کی ہے کہ تقریر سے پہلے کچھ سنتیں بیان کردوں کیوں کہ پھر مضمون پھیل جاتا ہے اس کے بعد آدمی کو یاد نہیں رہتا۔ میرا دوسرا عمل یہ ہے کہ ایک دو مضمون اپنے بزرگوں کا سنانے کا اہتمام ہو۔ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ جن سنتوں پر عمل کرنے میں آپ کا ماحول رکاوٹ نہیں ڈالتا ہے ان کو تو شروع کردو، اس سے روح میں نور اور قوت پیدا ہوگی پھر ان سنتوں پر بھی عمل کی ہمت ہوجائے گی جن میں آپ کا معاشرہ رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اور فرمایا کہ جہاں دین کی طلب نہ ہو وہاں خود سفر کرکے جانا چاہیے کیوں کہ سونے والوں کو جگانے کے لیے جانا پڑتا ہے اور جہاں طلب ہو ان لوگوں کو اللہ والوں کے پاس خود آنا چاہیے۔ آپ لوگ بزرگوں کے آخری حالات پر قیاس کرتے ہیں جب ان کی طرف مخلوق آنے لگتی ہے، لوگ جوق در جوق متوجہ ہوتے ہیں لیکن عام لوگوں کو ان کے ابتدائی مجاہدوں کی خبر نہیں کہ جوانی میں کتنے پاپڑ بیلے، کتنے مصائب اٹھائے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو بزرگوں کے آخری حالات کو دیکھتے ہیں کہ مرغے آرہے ہیں، مٹھائی کے ڈبے آرہے ہیں، لوگ پیر دبا رہے ہیں، سر میں تیل کی مالش ہورہی ہے، تو ہر شخص دیکھتا ہے کہ پیری تو بڑی اچھی چیز ہے، ہم بھی کسی سے مرید ہوکر خلافت لے لیں۔ ایک صاحب گنگوہ گئے اور دس سال مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی، بعد میں کہنے لگے کہ حضرت کچھ حاصل نہیں ہوا لہٰذا میں جارہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا حاصل نہیں ہوا؟ کہنے لگے کہ بس کیا کہیں۔ فرمایا: سچ سچ بتاؤ کیا نیت تھی؟ کہا یہی خیال تھا کہ دس برس اللہ اللہ کروں گا تو آپ مجھے خلافت دے دیں گے پھر میں بھی ایک دوکان کھول لوں گا چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کا بورڈ لگا کر میں بھی پیری مریدی شروع کردوں گا لیکن آپ نے خلافت نہیں دی لہٰذا میں جارہا ہوں۔ تو فرمایا اسی لیے تمہیں کچھ نہیں ملا کہ تم نے غیر اللہ کو مقصود بنایا، مانگنے سے خلافت نہیں ملتی اللہ تعالیٰ خود شیخ کے دل میں ڈالتا ہے، یہ وہ چیز ہے جو مانگنے سے نہیں ملتی بلکہ دل میں خلافت کا خیال بھی آجائے تو توبہ کرلو، استغفار کرلو کہ اے اللہ! ہم تو آپ کو چاہتے ہیں، اگر آپ مل گئے تو سب مل گیا۔

جو تو میرا تو سب میرا، فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

تو شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بزرگوں کے آخری حالات مت دیکھو کہ بڑے آرام سے ہیں، دستر خوان پر مرغ کھارہے ہیں، گاؤ تکیہ لگا ہوا ہے، مجلس ہورہی ہے بلکہ ان کی جوانی دیکھو۔ جو لوگ ان کا عیش دیکھیں گے وہ گمراہ ہوجائیں گے، کہتے ہیں کہ پیروں کے تو بڑے مزے ہیں، ٹانگیں دابی جارہی ہیں، مرغے آرہے ہیں، ذرا ان کی جوانیوں کو دیکھو کہ کیا کیا مصائب اٹھائے ہیں، اگر آپ ان کی جوانی کے مجاہدات کی تاریخ سن لیں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں اور کلیجے منہ کو آجائیں۔ آپ نے تو وہ وقت دیکھا ہے جب اللہ کو ان کے بڑھاپے پر رحم آگیا کہ میرے اس بندے نے میرے لیے ساری زندگی کیا کیا مصائب اٹھائے ہیں۔ آخر وقت میں تو آپ بھی اپنے بوڑھے نوکر کے آرام کی کوشش کرتے ہیں، اگر آپ کا نوکر آپ کے ساتھ اپنی جوانی میں باوفا ہو تو جب وہ بوڑھا ہوجاتا ہے تو آپ اس کے علاج معالجہ پر خرچہ کرتے ہیں اور اس کی بیماری پر آپ کے آنسو بھی نکل آتے ہیں کہ ساری زندگی اس نے میری وفاداری کی۔ تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بوڑھے غلاموں پر رحم آتا ہے اور ان کو مرغے کھلاتے ہیں تو آپ کو کیوں حسد پیدا ہوتا ہے؟ ذرا ان کی زندگی کے مجاہدات کو بھی تو دیکھیں، پھر آپ کے کلیجے منہ کو آجائیں گے، آپ رونے لگیں گے کہ انہوں نے کیا کیا پاپڑ بیلے ہیں۔

## قلب پر غلبۂ ذکر کا انعام

دنیا میں ہم ہر چیز بڑھیا پسند کرتے ہیں، امرود ہو، کیلا ہو، مکان ہو، سب اچھے سے اچھا ہونا چاہیے، تو کیا وضو اور نماز بڑھیا نہ ہو؟ جب آپ مکان بناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو بڑھیا ڈسٹمپر کرنا لیکن جب اللہ کی یاد میں تسبیح پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے جیسے پیچش کے مروڑ ہورہے ہیں اور دست پر دست آرہے ہیں، جمال گوٹے کی گولیاں کھائی ہوئی ہیں، چاہتے ہیں کہ تسبیح رکھ کر جلدی سے بھاگیں۔ اللہ کے ذِکر کو ہم لوگوں نے بلا سمجھ رکھا ہے، ہائے کیا لوگ تھے جو اللہ پر اپنی جان فدا کردیتے تھے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نام او چو بر زبانم می رود
ہر بُنِ مو از عسل جوئے شود

جب میری زباں پر اللہ کا نام جاری ہوتا ہے تو میرا بال بال شہد کا دریا ہو جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا بنانے والا زیادہ میٹھا ہے۔ تو اللہ والے تو ذکر کرتے وقت یہ کہتے ہیں۔ عام لوگ تو سمجھتے ہیں کہ شربت روح افزا سے بڑھ کر کوئی مشروب نہیں لیکن اللہ والوں کی جانوں سے پوچھو کہ جب وہ اللہ کہتے ہیں تو زمین سے آسمان تک شربت روح افزا بھر جاتا ہے۔ ان کو زمین سے آسمان تک روح افزا ہی روح افزا نظر آتا ہے۔ جب ان کے دل پر اللہ کا ذِکر چھا جاتا ہے تو انہیں ہر طرف اللہ نظر آتا ہے، ہر طرف روح افزا کا مزہ آتا ہے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

چھایا ہے جب سے دل پہ تری یاد کا عالم
ہر ذرّہ مجھے منزلِ جاناں نظر آیا

جب دل پر اللہ کا ذِکر چھا جائے، اللہ کی یاد غالب ہو جائے تو کائنات کے ذرّے ذرّے سے آپ کو خدا ملے گا کیوں کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ ان کا بنایا ہوا ہے۔ میرا یہ شعر ابھی اسی ہفتہ میں موزوں ہوا ہے ؎

چھایا ہے جب سے دل پہ تری یاد کا عالم
ہر ذرّہ مجھے منزلِ جاناں نظر آیا

یعنی جب دل پر اللہ کا ذِکر چھا جاتا ہے تو کائنات کے ذرّے ذرّے میں اللہ نظر آتا ہے۔

## خدا سے کبھی جدائی نہیں ہے

ہما صدیقی صاحب ہمارے سلسلے کے بزرگوں میں سے ہیں، حکیم الامت کے خلیفہ کے خلیفہ حاجی نصرت علی صدیقی کے سگے بھائی ہیں۔ ان کی بیوی کا انتقال ہوا تو مجھے اطلاع ہوئی، اکسٹھ سال تک دونوں میاں بیوی ساتھ رہے، جس کی بیوی اکسٹھ سال تک اس کے ساتھ رہے

تو اس کے انتقال پر غم ضرور ہوتا ہے، تو وہ بھی بہت رو رہے تھے۔ سکھر والے حکیم ابراہیم صاحب بھی موجود تھے، میں بھی اپنے دوستوں کے ساتھ حاضر ہوا تو حکیم ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ کچھ تسلی کے کلمات کہہ دیں۔ میں نے ان سے تسلی کی باتیں عرض کیں تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا مجھے بہت تسلی ہوئی۔ میں نے ان سے یہی عرض کیا تھا کہ دنیا کے جتنے رفیق ہیں سب چھوٹنے والے ہیں، بیوی ہو، بچے ہوں کسی وقت بھی جدا ہوسکتے ہیں، کتنا ہی محبوب لڑکا ہو، کتنی ہی محبوب بیوی ہو، کتنا ہی محبوب مکان یا تجارت ہو ہر انسان کی محبوب چیزیں اس سے جدا ہوسکتی ہیں مگر اللہ کبھی جدا نہیں ہوتا۔ ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

لِکُلِّ شَیْءٍ اِذَا فَارَقْتَہٗ عِوَضٌ
وَلَیْسَ لِلّٰہِ اِنْ فَارَقْتَہٗ عِوَضٌ

ہر وہ چیز جو تم سے جدا ہوجائے اس کا بدل مل سکتا ہے، لیکن اگر اللہ تم سے جدا ہوگیا تو اللہ کا کوئی بدل نہیں کیوں کہ ان جیسا کون ہوسکتا ہے۔ شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

مرضی تیری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

## اصلی اسبابِ راحت کیا ہیں؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر داڑھی رکھ لیں گے تو لوگ ہم کو ملا کہیں گے، جتنی دیر ہم نمازیں پڑھیں گے اتنی دیر میں تو اتنا مزید کما لیں گے۔ لیکن بزرگ شاعر مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

مرضی تیری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

ارے! اللہ کے عاشقوں کو اگر مگر کہاں سوجھتی ہے، وہ تو کہتے ہیں کہ اے خدا! ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

جسے وفا کی حقیقت حاصل ہے تو پھر وہ ہر وقت جان دینے کے لیے تیار رہتا ہے، یہ اگر مگر تو منافق لگاتے ہیں یا وہ لگاتے ہیں جن کا ایمان کمزور ہوتا ہے کہ اگر سینما نہ دیکھو گے، وی سی آر نہ دیکھو گے، ٹیلی وژن نہ دیکھو گے، عورتوں کو بری نظر سے نہ دیکھو گے، جھوٹ نہ بولو گے، رشوت نہ لو گے تو زندگی بے چین اور بے مزہ ہو جائے گی۔ ٹی وی اور سینما کے بغیر مزہ نہ آئے گا اور رشوت نہ لینے سے انڈا پراٹھا چھوٹ جائے گا، مکھن کی ٹکیہ کے بغیر روٹی حلق سے نہیں اُترے گی، سوکھی روٹی کھانی پڑے گی۔ لیکن دوستو! واللہ کہتا ہوں کہ اگر حق تعالیٰ اپنی رحمت کا ایک ذرّہ اپنے دوستوں کی دعا پر عطا کردے تو آپ کو سوکھی روٹی میں جو رضائے حق کے ساتھ ملے گی بریانی اور مرغ پلاؤ سے زیادہ لذت ملے گی۔

خدا جس سے راضی ہوتا ہے اس کے دل کو بھی راضی رکھنے پر قادر ہے، چاہے سوکھی روٹی کھلا کر کیوں نہ ہو اور وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اپنے نافرمانوں کو ایئر کنڈیشن میں رکھ کر اور مرغ پلاؤ کھلا کر عذاب میں اور بے چینی میں رکھے، اب وہ ہارٹ اٹیک میں رو رہا ہے اور ڈاکٹر کو فون کر رہا ہے کہ جلدی دوڑو حالاں کہ مرغا اڑایا ہے اور ایئر کنڈیشن میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسبابِ راحت کے محتاج نہیں ہیں، چاہیں تو اسبابِ راحت میں بھی بے راحت کر دیتے ہیں اور بغیر اسبابِ راحت کے راحت عطا کرنے پر قادر ہیں۔ میں نے یہ ہی باتیں ہما صاحب سے عرض کیں ؎

مرضی تیری ہر وقت جسے پیش نظر ہے
بس اس کی زبان پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے
میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دِکھا اُن کی طرح کوئی اگر ہے

## خدا کی ذات بے مثل ہے

انٹرنیشنل چیلنج ہے کہ زمین وآسمان کے درمیان اللہ کا مثل لا کر دکھاؤ، یہ کیا ہے کہ

آج جو محبوب ہے وہ کل بدبودار لاش کی شکل میں پڑا ہوا ہے، آج جو تجارت ہے کل کو اس میں گھاٹے آگئے، آج جو کپڑے فینسی ہیں کل کو انہیں کوڑے خانے میں پھینک رہے ہو، آج جس کرتے پر فخر تھا کل وہی کرتا کے ایم سی والے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور اس پر روزانہ کتے پیشاب کرتے ہیں۔ دیکھ لو! جہاں جہاں کوڑے خانے ہیں وہاں لباس ایسے ہی پڑے ہوتے ہیں، اور شام کو خوشبودار بریانی اڑائی لیکن صبح بیت الخلاء میں کیا نکالتے ہو؟

دوستو! غذا ہو، لباس ہو، مکان ہو یا کوئی بھی چیز ہو یہ سب نعمتیں ہیں مگر نعمتوں کی محبت نعمت دینے والے سے زیادہ نہ ہو۔ تو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے اس قدر پیارا شعر فرمایا ہے کہ مجھ کو وجد آگیا۔ ابھی جب میں الٰہ آباد گیا تھا تو حضرت نے مجھے یہ شعر سنایا تھا، میں حضرت سے مل کر آیا ہوں، میں اس درد بھرے دل سے اپنا دل ملا کر آیا ہوں، یہ نہ سمجھو کہ محض کتاب میں شعر دیکھ کر زبانی سنا رہا ہوں، ان کی زبان سے بھی سن کر آرہا ہوں، انہوں نے فرمایا تھا ؎

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا اُن کی طرح کوئی اگر ہے

## زندگی کیسے گزارنی چاہیے؟

اس کے بعد ایک شعر ایسا فرمایا کہ حضرت کے برادر نسبتی جو ہردوئی میں ہیں، لندن سے ڈاکٹری کرکے آئے ہیں، ڈاکٹر محمود شاہ لندن والے، بڑے رئیس آدمی ہیں لیکن جب میں نے ان کو حضرت کا یہ شعر سنایا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ اس شعر میں تو دو گھنٹے کے وعظ کا اثر ہے، وہ شعر تھا ؎

نہیں رہتے ہیں ہم کیوں چاہیے ہم کو جہاں رہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

یعنی یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ ہوٹل میں بیٹھے ہیں، گپ شپ میں زندگی گزار رہے ہیں، ارے! تسبیح اٹھاؤ اور بھاگو اللہ کی طرف۔ خیر تو میں نے ہما صاحب سے عرض کیا کہ آپ کی اور حکیم ابراہیم صاحب کی برکت سے ابھی ابھی ایک شعر موزوں ہوا ہے کیوں کہ آپ کو یہی اندیشہ

ہے کہ بیوی کے بعد اب میری زندگی تلخ ہو جائے گی لیکن میں آپ کو ایک نسخہ بتاتا ہوں جو اس شعر کے اندر ہے کہ ؎

ہر تلخیِ حیات و غمِ روزگار کو
تری مٹھاسِ ذکر نے شیریں بنادیا

اللہ کے نام کی مٹھاس سے زندگی کی ہر تلخی اور کڑواہٹ اور روزگار کا غم دور ہو جائے گا، روزگار کے معنیٰ زمانے کے ہیں۔ اس کے بعد میں نے دو شعر اور پیش کر دیے ؎

ہر لمحۂ حیات گزارا ہم نے
آپ کے نام کی لذت کا سہارا لے کر

زندگی کی ہر سانس کو کیسے گزارو گے؟ کبھی مصیبت آئے گی تو کبھی راحت بھی ملے گی، اس کا ایک ہی طریقہ ہے وہ تعلق مع اللہ ہے۔ جب مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان میں اور حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں بہت یارانہ تھا، اللہ والی محبت تھی۔ تو حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا قاسم نانوتوی کے انتقال سے مجھ کو اتنا صدمہ ہوا ہے کہ اگر میرے قلب میں ایک چیز نہ ہوتی تو رشید احمد بیمار ہو کر چارپائی سے لگ جاتا۔ حاضرینِ مجلس نے پوچھا کہ حضرت! وہ کیا چیز ہے جو نہ ہوتی تو آپ چارپائی سے لگ جاتے؟ فرمایا: اس کا نام تعلق مع اللہ ہے، اس کا نام اللہ سے تعلق ہے۔ مگر کیسا تعلق؟ صحیح اور قوی تعلق۔ یہ نہیں کہ تعلق تو بہت ہے مگر نماز روزہ غائب ہے، صحیح اور قوی تعلق وہ ہے جو اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ اور نافرمانی سے بچنے کے ساتھ ہوتا ہے۔

## تعلق مع اللہ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کانپور میں ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ سرخ سفید تھا اور بہت حسین و جمیل تھے۔ تو اس نے خواجہ صاحب سے کہا کہ بھئی! آپ کے پیر صاحب کون سی بوٹی اور کشتہ کھاتے ہیں جو اتنے لال ہیں۔ خواجہ صاحب نے جا کر حضرت سے نقل کر دیا کہ حضرت! ایک آدمی یہ پوچھ رہا تھا۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ خواجہ صاحب! جب وہ آدمی آپ کو کانپور میں ملے تو کہہ دینا کہ اشرف علی ایک بوٹی کھاتا ہے جس سے اتنا سرخ سفید رہتا ہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ وہ کیا بوٹی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اس بوٹی کا نام تعلق مع اللہ ہے ؎

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

اگر اللہ ساتھ ہے تو جنگل بھی گلستان ہے اور میں آپ سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اللہ والوں کی صحبت میں بھی اللہ نے یہ بہار رکھی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

سکون کی جان ہے واللہ تری محفل میں
چلے گا کون گلستاں میں دل کو بہلانے

اللہ کی قسم! اللہ والوں کی محفل سکون اور اطمینان کی جان ہے جبکہ لوگ پارکوں وغیرہ میں دل بہلانے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اتنی دیر کسی اللہ والے کے پاس بیٹھو، وہ ایئر کنڈیشن ہیں، وہاں جاکر دیکھو کہ ان کے پاس کیا ٹھنڈک ہے، وہاں جاکر تمہاری قسمتیں بدل جائیں گی اور ان کے جراثیم تمہیں پکڑ لیں گے۔ مگر کون سے جراثیم؟ تقویٰ اور اللہ کی محبت کے جراثیم۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زیں مرض خوشتر نہ باشد صحتے
خوب تر زیں سم نہ دیدم شربتے

اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی بیمار ہو جائے تو دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی تندرستی نہیں ہے، اس مرض سے بڑھ کر کوئی تندرستی اور صحت نہیں اور اگر اللہ کی محبت کے شربت کو کوئی زہر کہے تو اس زہر سے بڑھ کر شربت ہم کوئی اور نہیں پاتے۔ تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے کیا عمدہ شعر فرمایا ہے ؎

نہیں رہتے ہیں ہم کیوں چاہیے ہم کو جہاں رہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

تجارتوں میں، دوکانوں میں، کاروبار میں رہتے ہوئے ہر وقت باخدا رہنا، اللہ والا رہنا، یہ ہے بندگی کی معراج۔ میرا ابھی ایک شعر ہے کہ اللہ والے کون ہیں؟

دنیا کے مشغلوں میں بھی وہ باخدا رہے
وہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

یعنی وہ جتنا چٹائی پر اور اشراق میں اور مساجد میں اللہ کے ساتھ ہیں اتنا ہی تجارت گاہوں میں اور دفتروں میں بھی باخدا ہیں۔ اللہ والے اسی دنیا میں رہتے ہیں مگر اللہ سے ان کا تعلق بہت قوی ہوتا ہے، ہر اللہ والے کا الگ عالم ہوتا ہے، اس کے زمین و آسمان الگ ہوتے ہیں، اس کے سورج اور چاند الگ ہوتے ہیں؎

اب وہ زماں نہ وہ مکاں، اب وہ زمیں نہ آسماں
تو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں

یہ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے کہ جس کی نگاہ میں اور دل میں اللہ آجاتا ہے اس کا عالم ہی کچھ اور ہوتا ہے، اس کے سورج اور چاند اور ہوتے ہیں۔ یہ سورج تو ڈوبنے والا ہے مگر اللہ والوں کے قلب میں اللہ کے قرب کا جو آفتاب ہوتا ہے وہ کبھی نہیں ڈوبتا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

آفتابِ عاشقاں تابندہ باد

اے خدا! تیرے عاشقوں کا سورج ہمیشہ چمکتا رہتا ہے، دنیاوی سورج تو غروب ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے قرب کا سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب میں نے ہما صاحب کو دوسرا شعر سنایا تو بار بار مجھ سے فرمایش کر کے وہ شعر سنا اور کہا کہ اس شعر سے تو قلب کو بڑی تسلی ہو گئی۔ وہ شعر تھا؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

جو مخلوق بوسیدہ ہونے والی ہے اس میں اپنا سہارا مت تلاش کرو، یہ کسی بھی وقت تم سے ہٹ سکتی ہے، اپنا سہارا صرف اللہ کو بناؤ۔ اس کے لیے جو دین میں کامل ہیں ان کا دامن پکڑا جاتا ہے تاکہ ہم بھی کامل بن جائیں، دین میں کامل بننے کا طریقہ یہ ہی ہے جیسے آپ اعلیٰ درجے کا

گھڑی ساز بننا چاہتے ہیں تو جو گھڑی سازی میں ماہر ہو گا اس کے پاس آپ کو رہنا پڑے گا، اسی طرح اگر دین میں کامل بننا ہے تو جو لوگ دین میں کامل ہیں ان کی صحبت میں رہنا پڑے گا۔

## یہودیوں کی قوت کا اصل سبب

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ جہاں دیکھو مسلمان پٹ رہے ہیں، مسلمانوں پر ذلت ہی ذلت ہے، اللہ میاں مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کرتا؟ یہ سوال اکثر ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے متعلق یہ فرمادیا ہے کہ ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ اَیۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡمَسۡکَنَۃُ[۱۶] یہودیوں پر ذلت اور مسکنت کو مسلط کر دیا گیا تو پھر ان کی عزت کیوں ہو رہی ہے؟ اسرائیل عربوں کو کیوں پیٹ رہا ہے؟ جب یہودیوں کے لیے قرآن اعلان کر رہا ہے کہ ان پر ذلت اور مسکنت کی مار مستقل رہے گی لیکن پھر یہ کیوں حکومت کر رہے ہیں اور اسرائیلی ہر روز عربوں کو کیوں پیٹ رہے ہیں؟ یہ سوال سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے آگے بھی کچھ ہے اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰہِ مگر جبکہ یہ یہودی ایمان لے آئیں تو ذلت ان پر سے ہٹ جائے گی، اب آپ کہیں گے کہ یہ تو ایمان نہیں لائے تو آگے ایک آیت اور بھی وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ یا بین الاقوامی طاقتوں کا سہارا لے کر، عالمی طاقتوں کا سہارا لے کر۔ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ کے النَّاسُ میں الف لام استغراق کا ہے یعنی ان کا سارا زور محض عالمی طاقتوں کے سہارے پر ہے۔ تو قرآن نے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ قرآن میں قیامت تک کے لیے ہر اعتراض کا جواب موجود ہے۔

## قرآن میں دین سے متعلق ہر سوال کا جواب موجود ہے

مثال کے طور پر سورۂ یٰسٓ میں ہے اِتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا اے لوگو جو تم سے اجر کا سوال نہ کرے اس کی اتباع کرو یعنی اگر کوئی بغیر کچھ مانگے، بغیر چندہ کیے، بغیر پیسہ مانگے، بغیر معاوضہ لیے دین کی طرف بلا رہا ہو تو اس کی اتباع کرو۔ اب اس آیت پر اشکال

---

[۱۶] اٰل عمرٰن: ۱۱۲

ہوتا ہے کہ امریکا سے عیسائیوں کی ایک پارٹی آئی، وہ ایک غریب محلہ میں جاکر گندم اور چاول تقسیم کرتی ہے، ہر غریب کو ایک کمبل دیتی ہے اور وہاں ہسپتال کھولتی ہے اور کہتی ہے کہ دیکھو ہم قرآنِ کریم کی سورۂ یٰسٓ کی آیت کے مطابق تم سے کچھ معاوضہ نہیں لیتے بلکہ تم کو کچھ دے کر جارہے ہیں لہٰذا تم اللہ کے حکم پر قرآنِ پاک کی ہدایت کے مطابق ہماری اتباع کرو، کیوں کہ قرآنِ پاک میں ہے اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا دین کے اس داعی کی اتباع کرو جو تم سے اجر اور مزدوری نہیں مانگتا۔ تو اے غریبو! بتاؤ ہم نے تم سے کچھ مانگا؟ ہم نے تو تمہیں کمبل دیے، ڈبل روٹی دی، مکھن کی ٹکیہ دی، دودھ کے ڈبے دیے اور تمہاری جھونپڑیاں بھی بنوادیں۔ آپ بتائیے! اس اعتراض کا کیا حل ہے؟ چوں کہ قرآن قیامت تک کے لیے آیا ہے اس لیے اللہ میاں نے آگے ہی حد لگادی، اللہ کو پہلے ہی سے علم تھا کہ ایسے کافر پیدا ہوں گے جو ایسے کام کریں گے لہٰذا فوراً آگے بیان فرمایا وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ[۱۷] وہ لوگ جو بلا معاوضہ دعوت دے رہے ہیں وہ ہدایت یافتہ بھی ہوں۔ حال ہمیشہ ذوالحال کے لیے قید ہوتا ہے، جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ رَاكِبًا زید آیا سوار ہوکر۔ اگر زید سواری کی حالت میں نہیں ہوگا تو وہ زید نہیں ہوگا۔ جب ہمیں خبر دینے والا کہہ رہا ہے کہ زید تمہارے پاس آئے گا سوار ہوکر تو حال ذوالحال کے لیے قید ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ نے قید لگادی کہ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ وہ لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے لہٰذا یہ کافر ہدایت یافتہ نہیں ہیں، یہ تو گمراہ ہیں، لہٰذا اس قید سے نکل گئے۔

## علم حدیث کے بغیر فہم قرآن محال ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بغیر حدیث کے صرف قرآن سے دین سمجھیں گے، تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ شاعر کے کلام کو بھی متکلم کے دیکھے بغیر نہیں سمجھ سکتے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں جب تک کہ ان لوگوں سے مدد نہ لیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو چناں چہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ایک شعر پیش کرتے ہیں ؎

---

[۱۷] یٰسٓ: ۲۱

خَاطَ لِیْ عَمْرٌو قُبَاءُ

لَیْتَ عَیْنَیْهِ سَوَاءُ[۱۸]

عمرو نام کا ایک درزی تھا جو ایک آنکھ سے کانا تھا، اس نے ایک شاعر کے لیے قبا سی۔ شاعر اس کے بارے میں کہتا ہے کہ عمرو خیاط یعنی درزی نے میرے لیے قبا سی، کاش اس کی دونوں آنکھیں برابر ہو جائیں۔ اس شاعر کے دو شاگرد اس وقت پاس بیٹھے تھے، وہی اس کا مطلب سمجھ سکتے ہیں ورنہ اس کے دو معنیٰ پیدا ہو جائیں گے کہ اس کی دونوں آنکھیں برابر ہو جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی ایک آنکھ تو کانی تھی تو کیا دوسری بھی کانی ہو جائے یا دونوں آنکھیں اچھی ہو جائیں۔ تو یہ معنیٰ اور مفہوم کیسے متعین ہو گا؟ جنہوں نے شاعر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس نے یہ شعر خوش ہو کر کہا یا ناراضگی کی حالت میں۔ اگر خوش ہو کر کہا تو دعا ہے کہ یا اللہ! اس کی ایک آنکھ خراب ہے تو دونوں آنکھیں برابر کر دے یعنی جو خراب والی ہے وہ اچھی ہو جائے۔ اور اگر قبا خراب سی تو اس نے غصہ میں لال ہو کر کہا کہ خدا کرے اس کی دونوں آنکھیں برابر ہو جائیں یعنی جو آنکھ اچھی ہے وہ بھی خراب ہو جائے۔

جب ایک شاعر کا کلام اس کے شاگردوں کی مدد کے بغیر حل نہیں ہو سکتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بغیر صحابہ کرام کے کیا سمجھو گے۔ جو صحابہ کے معیارِ حق کو نہیں سمجھتے ان ظالموں کا کیا حال ہو گا؟ ان کو کہاں سے حق ملے گا؟ انہوں نے تو دین کی بنیاد ہی گرا دی۔ لہٰذا احادیث کا مفہوم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھنا پڑے گا، صحابہ بتائیں گے کہ یہ بات بیان کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوش تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار تھے، تب اس کا مفہوم و معنیٰ متعین ہوں گے۔

اب جیسے کسی کے پاس ایک شخص آ رہا ہے تو اس نے کہا کہ روکو مت آنے دو۔ اب اس کے کیا معنیٰ ہیں؟ کہ اس کو روک لو، آنے نہ دو یا روکو مت آنے دو۔ بتائیے! الفاظ وہی ہیں کہ نہیں یا الفاظ میں اضافہ ہے؟ الفاظ وہی ہیں صرف لہجے کے فرق سے معنیٰ بدل جائیں گے، اگر اس شخص نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا تب اس کے معنیٰ ہوں گے کہ اس کو روکو نہیں

---

[۱۸] التعریفات: ۲، کتاب الراء، دار الکتاب العربی

بلکہ آنے دو، اور اگر اس کے لب و لہجہ میں گرمی ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس کو روکو میرے پاس نہ آنے دو۔ تو دوستو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں سے جو سینے محروم ہوئے یاد رکھیے وہ شاہراہِ اسلام سے ہٹ گئے۔

## اعمال صالحہ کی ادائیگی کا مدار اصلاحِ قلب پر ہے

اب میں مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کا ترجمہ کرتا ہوں جو میں نے بیان کے شروع میں پڑھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں أَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ اے انسانو! تمہارے سینوں میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ عربی قاعدہ ہے کہ جب اِنَّ آئے اور اس کے بعد جار مجرور ہو تو اس کا اسم مؤخر ہوجاتا ہے، یہ قاعدہ کلیہ ہے، ظرف ہو یا جار مجرور ہو جب اِنَّ کے فوراً بعد آئے گا تو اس کا اسم مؤخر اور منصوب ہوتا ہے یعنی اس پر زبر ہوتی ہے اس لیے مُضْغَةً پڑھا جائے گا یعنی خبردار! خوب سن لو! تمہارے جسم میں ایک ٹکڑا ہے۔ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس ٹکڑے کا نام نہیں بتارہے ہیں، آگے فرماتے ہیں اِذَا صَلُحَتْ اگر وہ ٹکڑا صحیح ہوجائے، نورانی ہوجائے، تندرست ہوجائے تو کیا ہوگا صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ سارا جسم درست ہوجائے گا یعنی تمام جسم سے اچھے اچھے اعمال نکلنا شروع ہوجائیں گے وَاِذَا فَسَدَتْ اگر وہ ٹکڑا خراب ہوگیا تو فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ پورا جسم خراب ہوجائے گا، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ سن لو! اس ٹکڑے کا نام دل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے گناہ ہوتے ہیں دل کی خرابی سے ہوتے ہیں، دل خراب ہوتا ہے تب ہی بدنگاہی ہوتی ہے، بندہ کے دل سے اللہ کا خوف نکلا تب وہ دل گناہ کرتا ہے۔ جب دل خراب ہوتا ہے، خدا کا خوف نکلتا ہے پھر وہ رشوت لیتا ہے۔ جب تک دل میں خوفِ الٰہی رہے گا وہ کبھی گناہ نہیں کرسکتا لہٰذا دل کی خرابی سے جسم کے اعضاء صحیح کام نہیں کریں گے، نہ ہاتھ سے اچھا کام ہوگا، نہ کان سے، دل خراب ہوگیا تو سارے اعضاء خراب کام کرنے لگیں گے کیوں کہ دل بادشاہ ہے اور اعضاء رعایا ہیں، بادشاہ بگڑ گیا تو رعایا بگڑ جائے

گی، دل کو درست کرلو تو جسم کے باقی اعضاء خود ہی اچھے اعمال کرنے لگیں گے، لہٰذا بادشاہ کی درستی کرو، دل کی اصلاح کرو، اسی کا نام تصوف ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے خانقاہوں کا ثبوت ملتا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت میں خانقاہوں میں جانا، دل کے روحانی معالجین میں سے کسی سے اپنے دل کا علاج کروانا اسی کا نام تصوف ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِذَا صَلُحَتْ کا ترجمہ اِذَا تَنَوَّرَتْ [١٩] فرمایا ہے یعنی اللہ کے نور سے دل نورانی ہوجائے گا، ذکر اللہ سے اور اہل اللہ کی محبت سے دل نورانی بنے گا، تندرست ہوجائے گا، اسی دل کا نام قلبِ سلیم ہے یعنی بھلا چنگا دل۔ اس کے برعکس جس دل میں بیماری ہوتی ہے، اور دل کی بیماری کا بھی قرآن پاک میں ثبوت ہے فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ [٢٠] جس کے دل میں مرض ہوتا ہے وہ عورتوں کی طرف طمع کرتا ہے، عورتوں کی طرف لالچ کرتا ہے لہٰذا قلب کے حسینوں کی طرف میلان ہونے کا علاج کرانا چاہیے۔

## دولت کے زہر کا منتر کیا ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام کروڑ پتی بننے سے منع نہیں کرتا۔ بادشاہت کے ساتھ بھی ولایت جمع ہوجاتی ہے۔ ایک شخص بادشاہ بھی ہے اور ولی بھی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہت کے ساتھ پیغمبر ہوسکتے ہیں تو بادشاہت کے ساتھ ولایت کیوں نہیں جمع ہوسکتی، لہٰذا امیر آدمی بھی ولی اللہ ہوسکتا ہے، اب ہر آدمی کروڑ پتی تو بننا چاہتا ہے مگر دولت کا منتر بھی تو سیکھو کیوں کہ دنیا سانپ کی طرح ہے، سانپ پکڑنے سے پہلے منتر سیکھ لو ورنہ ڈسے جاؤ گے۔ تو دنیا ہم لوگوں کے لیے ہے لیکن ہم اس کا منتر نہیں سیکھتے، وہ منتر کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللهَ عَزَّوَجَلَّ [٢١] جو اللہ سے ڈرتا ہے تقویٰ اختیار کرتا ہے اسے مال داری کچھ نقصان نہیں دیتی۔ تو وہ منتر تقویٰ

---

[١٩] مرقاۃ المفاتیح: ٥/١٨٩٣ (٢٧٦٢)، باب الکسب وطلب الحلال، دار الفکر، بیروت

[٢٠] الأحزاب: ٣٢

[٢١] سنن ابن ماجۃ: ٢٧٢، باب الحث علی المکاسب، المکتبۃ الرحمانیۃ/ مشکوٰۃ المصابیح: ٤٥١، باب استحباب المال والعمر للطاعۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

ہے اسی لیے فرماتے ہیں لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللهَ عَزَّوَجَلَّ مالداری کچھ نقصان نہیں دے سکتی چاہے کروڑپتی ہو یا ارب پتی ہو بشرطیکہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو یعنی دنیا کے کاٹے کا منتر جانتا ہو۔

افسوس کہ آج ہر شخص بڑا آدمی بننا چاہتا ہے، تجارت کرنا چاہتا ہے، مال دار ہونا چاہتا ہے، سانپ کو پالنے کی خوشی تو بہت ہے مگر اس کا منتر یعنی تقویٰ نہیں سیکھتے، جہاں مال آیا تو جو کچھ روزہ نماز تھا وہ بھی ختم ہوگیا۔ جب بڑے آدمی ہوگئے تو آج کل بڑے آدمی کی علامت یہ ہے کہ رات کو بارہ بجے تک ٹی وی دیکھیں اور دن میں نو بجے اٹھیں، ان کا سونے کا خاص دھاری دھار لباس ہوتا ہے، اس کو پہن کر سوگئے اور نو بجے تک سوتے رہے۔ ہائے افسوس! مال آتا ہے تو بے دینی ساتھ لاتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں ایک عورت اتنی پردہ نشین تھی کہ جج نے اسے عدالت میں طلب کیا تو اس نے کہا کہ میں زمین سے دستبردار ہوتی ہوں مگر میں کسی غیر محرم کو اپنی آواز نہیں سنا سکتی، اس لیے عدالت نہیں جاؤں گی۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اسی خاتون کو کراچی میں صدر کی سڑکوں پر بے پردہ دیکھا گیا۔ رونے کا مقام ہے، کیوں کہ یہاں صوفہ سیٹ آگئے، ٹیلی وژن آگیا، مال آگیا اور دین رخصت ہوگیا۔ اس لیے تقویٰ حاصل کرنا فرض ہے۔ مگر تقویٰ کہاں سے ملے گا؟ اہل اللہ کی محبتوں سے ملے گا، متقین کی صحبتوں سے ملے گا۔

## تقویٰ کے ملنے کا پتا

قرآن بتاتا ہے کہ تقویٰ کہاں سے ملے گا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۲۲] اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔ یہاں صادقین بمعنیٰ متقین کے ہے۔ ایک آیت سے دوسری آیت کی تفسیر ہوتی ہے، کلامِ الٰہی کی تفسیر کلامِ الٰہی سے ہوتی ہے لہٰذا صادقین کی تفسیر دوسری آیت سے ہوتی ہے:

---

[۲۲] التوبۃ:۱۱۹

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ [۲۳]

صادقین ہی متقین ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی صحبت میں رہو ان شاء اللہ آپ کو بھی ڈر مل جائے گا یعنی آپ کو بھی اللہ والی زندگی مل جائے گی۔ اللہ والوں کے پاس رہیں گے تو اللہ والی زندگی عطا ہو جائے گی۔

تو دوستو! اسی لیے عرض کر رہا ہوں کہ تقویٰ کے بغیر دنیا آئی تو خیریت نہیں ہے۔ اس لیے جو جوان طالبِ علم ہیں اور اب بڑے آدمی ہونے کے قریب ہیں، ایم ایس سی کر رہے ہیں، پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور ان کو عن قریب دس ہزار کی نوکری مل جائے گی تو ان کو فوراً کسی بزرگ سے تعلق قائم کرنا چاہیے، خانقاہوں میں، اللہ والوں کی صحبتوں میں آنا جانا رکھو، تبلیغی جماعتوں میں جائیے، جس طرف ذہن مانے وہاں جائیے، جو خانقاہوں میں جانا نہیں چاہتے ان کو مکی مسجد لے جاؤ، وہاں اس کو اپ ٹوڈیٹ پینٹ شرٹ پہنے ہوئے کچھ لوگ ملیں گے، کچھ انجینئر ڈاکٹر ملیں گے، ہر چڑیا اپنی جیسی چڑیا کے ساتھ اُڑتی ہے لہٰذا جب وہاں دیکھیں گے کہ ایک جماعت جا رہی ہے، اس میں کچھ انجینئر ہیں، کچھ ڈاکٹر ہیں، کچھ داڑھی والے ہیں، کچھ بغیر داڑھی والے ہیں تو جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ تو ہمارے ہی جیسے لوگ ہیں لہٰذا چلّہ لگا لیا کچھ دنوں کے بعد ماشاء اللہ داڑھی بھی رکھ لیتا ہے لیکن یہ فرسٹ ایڈ ہے، بعد میں بڑے علماء سے تقویٰ اور دین کی باتیں بھی سیکھے، دین خالی چھ نمبر ہی میں نازل نہیں ہوا سمجھ لو اس کو، وہاں بدنگاہی سے بچنے کی کوئی تعلیم نہیں ہوگی، یہ آپ کو اللہ والوں سے سیکھنا پڑے گا۔ غیبت سے بچنا، کبر و بڑائی کا علاج خانقاہوں میں اور اللہ والوں کے پاس ہی ہوتا ہے۔

## تکبر کے مرض کی تشخیص اور علاج

تبلیغ میں چلہ لگانے کے بعد ایک شخص میرے پاس کراچی آیا، اس نے کہا کہ میں ابھی سندھ کے ریگستانوں میں، صحراؤں میں، جلتی ہوئی ریت پر چلّہ لگا کر آیا ہوں اور میں دیکھتا ہوں بڑے بڑے عالم پنکھے کے نیچے بیٹھے ہوئے بخاری پڑھا رہے ہیں، میں ان سے افضل

---

[۲۳] البقرۃ:۱۷۷

ہوں یا یہ مجھ سے افضل ہیں؟ میں نے کہا کہ تم بالکل شیطان بن کر آئے ہو اس لیے کہ اپنے کو بڑا سمجھنا شیطانی مرض ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بڑائی آئے گی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ میں سب سے افضل ہوں، کراچی میں مجھ سے بڑا کوئی بزرگ نہیں ہے کیوں کہ میں نے بڑے پاپڑ بیلے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ تمہارا کوئی شیخ ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں شیخ ہیں، میں نے کہا کہ جاؤ شیخ کے پاس اور ان سے پوچھو۔ تو جب اس نے اپنا حال بتایا تو شیخ نے دو طمانچے لگائے اور کہا کہ زبان سے یہ کہو کہ دنیا کے تمام مسلمان مجھ سے افضل ہیں، میں سب سے خراب ہوں تب ایمانِ کامل ہو گا اور اگر ایک مسلمان کو بھی حقیر سمجھا تو اسے جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔ واضح حدیث موجود ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبریائی ہوگی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ تو دیکھا شیخ کی ضرورت ہوئی یا نہیں؟ چلہ لگانے کے بعد پیٹ میں کبر کے بل پیدا ہوئے یا نہیں؟ لہٰذا شیخ کی ضرورت بھی ہے۔

## ریا کے مرض کی تباہ کاریاں اور علاج

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کی صحبت سے اخلاص حاصل کیا تھا، خانقاہوں کا ثبوت ان کی زندگی سے ملتا ہے، وہ مدرسہ مظاہر علوم میں عالم بنے۔ لہٰذا مدارس کا وجود بھی ضروری ہے اور تبلیغ بھی ضروری ہے۔ ہم تو تینوں کو ضروری سمجھتے ہیں مگر تبلیغ کے لیے بھی تزکیۂ نفس سب سے ضروری ہے، اس لیے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اخلاص نہ ہوا تو تبلیغ والا بھی اور مال دار بھی اور قاری بھی تینوں کے تینوں جہنم میں جائیں گے، لہٰذا اللہ والوں کی صحبتوں سے اخلاص حاصل کرنا ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب اس حدیثِ ریاء کو بیان فرماتے تھے تو مارے ڈر کے بے ہوش ہو جاتے تھے کہ پتا نہیں میرا شمار مخلصین میں ہو گا یا نہیں۔ دیکھا آپ نے ان میں کتنا اخلاص تھا۔ اگر خدا نے قبول نہ کیا، دل میں بڑائی آگئی ریا، دکھلاوا آگیا تو یہ سارے چلّے ضایع ہو جائیں گے۔

اور ریا کتنا باریک ہوتا ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشِّرْكُ أَخْفٰى فِيْ أُمَّتِيْ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں وَهُوَ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الْخَفَاءِ لِأَنَّهٗ أَدَقُّ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلَةِ السَّوْدَاءِ عَلَى الصَّخْرَةِ الصَّمَّاءِ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ وَقَلَّمَا يَسْلَمُ مِنْهُ الْأَقْوِيَاءُ فَكَيْفَ الضُّعَفَاءُ[۲۴] ریا اتنا باریک ہوتا ہے کہ کالی چیونٹی کالے پتھر پر کالی رات میں چل رہی ہو اس سے بھی زیادہ باریک ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا فَكَيْفَ النَّجَاةُ وَالْمَخْرَجُ مِنْ ذَالِكَ يَا رسول اللہ پھر ہم ریا سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے صدیقِ اکبر! یہ دعا پڑھ لوگے تو بَرِئْتَ مِنْ قَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ وَصَغِيْرِهٖ وَكَبِيْرِهٖ ہر قسم کے شرک سے نجات پا جائے گا، خواہ چھوٹا شرک ہو یا بڑا، قلیل ہو یا کثیر۔ وہ کیا دعا ہے؟ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ[۲۵] یہ دعا آپ نوٹ کر لیجیے اور اس کو پڑھا کیجیے۔

## قلب سقیم کو قلب سلیم کیسے بنائیں؟

تو میرے دوستو! یہ دل بھی بیمار ہوجاتا ہے جس کا ثبوت قرآن میں ہے فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ اب بیمار دل قلبِ سلیم کیسے ہوگا؟ دل اچھا کیسے ہوگا؟ جن کا دل اصلاح یافتہ ہوجائے، اللہ والا دل بن جائے اس کا نام اللہ نے قلبِ سلیم رکھا ہے اور جس کا دل بیمار ہے، ہر وقت گناہ کرنے میں لگا ہوا ہے، گناہ کے تقاضوں پر عمل کر رہا ہے، خالی تقاضے نہ ہوں بلکہ تقاضوں پر عمل بھی کر رہا ہے۔ محض گناہ کے تقاضے ہونے سے دل بیمار نہیں ہوگا لیکن اگر ان تقاضوں پر عمل کرلیتا ہے تب بیمار ہوگا اور اگر عمل نہیں کرتا تو وہ بھی قلبِ سلیم ہے لہٰذا قلب بیمار قرآن سے ثابت ہوا فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ یہ قرآن کی آیت ہے اور يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ[۲۶] بھی قرآن کی آیت ہے یعنی قیامت کے دن مال اور اولاد

---

[۲۴] مرقاۃ المفاتیح: ۹/۵۱۳، (۵۳۲۸)، باب الریاء والسمعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[۲۵] کنز العمال: ۳/۸۱۶ (۸۸۴۸)، باب فی الاخلاق المذمومۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

[۲۶] الشعرآء: ۸۸-۸۹

کچھ نفع نہیں دیں گے۔ پھر اس دن کون کامیاب ہوگا؟ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ جس کا قلب سلیم ہوگا یعنی بھلا چنگا اور سلامت ہوگا۔

اب قلبِ سلیم کی تفسیر سن لیجیے بس پھر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ والے دل یعنی قلبِ سلیم کی پانچ تفسیریں بیان کی ہیں:

## قلبِ سلیم کی پہلی تفسیر

تفسیر نمبر ایک اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ فِیْ سَبِیْلِ الْبِرِّ وَیُرْشِدُ بَنِیْہِ اِلَی الْحَقِّ چوں کہ اس سے پہلی آیت میں مال اور اولاد کا ذکر آیا ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ یعنی قیامت کے دن مال اور اولاد کچھ نفع نہیں دیں گے لٰہذا علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ قلبِ سلیم والے وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ علامہ آلوسی نے آیت کے پہلے جز یعنی مال کی تفسیر بیان کی ہے، اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے دوسرے جز یعنی اولاد کی تفسیر بیان کرتے ہیں، آیت کے پہلے جز کا دوسرے جز سے جوڑ لگانا ضروری ہے لٰہذا فرماتے ہیں وَاَرْشَدَ بَنِیْہِ اِلَی الْحَقِّ اور اپنی اولاد کو ہدایت کرتا ہے کہ بیٹو! نماز پڑھو، اللہ والے بنو۔ غرض اپنی اولاد کو اللہ کے راستہ پر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، بزرگوں سے دعا کراتا ہے، بزرگوں کے پاس لے جانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص خود تو نیک ہے مگر اولاد کو نیک بنانے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کا دل سلیم نہیں ہے، خود تو ہر وقت تسبیح پڑھ رہا ہے اور اولاد جو چاہے کرے، ایسا شخص قلبِ سلیم والا نہیں ہوگا۔ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں قلبِ سلیم کی دو صفات بیان کر دیں۔

## قلبِ سلیم کی دوسری تفسیر

تفسیر نمبر دو اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَۃِ اَیْ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالنِّفَاقِ اس کا دل باطل عقائد سے خالی ہو جائے اور باطل عقائد کی تفسیر کی ہے کہ شرک، نفاق اور کفر جیسے عقائد سے پاک ہو جائے۔

## قلبِ سلیم کی تیسری تفسیر

تفسیر نمبر تین اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَنْ غَلَبَۃِ الشَّھَوَاتِ الَّتِیْ تُؤَدِّیْ اِلَی النَّارِ ان خواہشاتِ نفسانیہ سے قلب کو نجات مل جائے جو جہنم میں لے جانے والی ہوں یعنی دل میں گناہوں کے تقاضوں پر عمل نہ کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے، دل میں روحانیت غالب آجائے۔

## قلبِ سلیم کی چوتھی تفسیر

تفسیر نمبر چار اَلَّذِیْ یَکُوْنُ قَلْبُہٗ خَالِیًا عَمَّا سِوَی اللہِ سبحان اللہ! یہ تفسیر صوفیوں کے لیے ہے، عاشقوں کے لیے الگ تفسیر ہوتی ہے کیوں کہ عاشقوں کی زبان بھی الگ ہوتی ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے کہ قلبِ سلیم وہ دل ہے اَلَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ غَیْرُ اللہِ جس دل میں غیر اللہ نہ ہو، اللہ ہی اللہ ہو، سبحان اللہ! اور اسی مقام سے اسمِ اعظم اللہ ہوتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسم اعظم یہی اللہ کا نام ہے جس کی برکت سے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے، جس پر پھونک مارو وہ کام ہو جاتا ہے:

اَلْاِسْمُ الْاَعْظَمُ ھُوَ اللہُ بِشَرْطِ أَنْ یَّکُوْنَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِكَ سِوَی اللہِ

اسمِ اعظم "اللہ" ہی کا نام ہے بشرطیکہ جس وقت تمہاری زبان سے اللہ نکلے اس وقت اللہ کے سوا تمہارے دل میں کچھ نہ ہو۔ قلب کی گہرائیوں سے اور قلب کو غیر اللہ سے خالی کر کے جو اللہ نکلتا ہے وہ اسمِ اعظم ہو جاتا ہے۔

## قلبِ سلیم کی پانچویں تفسیر

قلبِ سلیم کی تفسیر نمبر پانچ اور آخری تفسیر یہ ہے کہ دل میں اللہ کی ایسی محبت قائم ہو جائے کہ کسی وقت اللہ کو نہ بھولے کیوں کہ سلیم کے معنٰی لَدِیْغٌ یعنی کانٹے کے بھی آتے ہیں، جس کے کانٹا چبھ جائے اس کو ہر وقت ہلکی سی چبھن رہتی ہے، تو دل میں اللہ کی محبت ایسی

رہے جیسے کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے تو ہر وقت ہلکی سی چبھن رہتی ہے اور ہر وقت اس کی طرف دھیان رہتا ہے۔[۲۷]

## اللہ تعالیٰ کی نسبتِ محبت کی علامات

اللہ تعالیٰ کی اسی محبت پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا ایک شعر ہے کہ ہر وقت اللہ کا دھیان قائم رہے تب سمجھ لو یہ صاحبِ نسبت ہو گیا۔ اگر صرف مسجد میں نمازی بن گیا اور مسجد میں بڑی تسبیحات پڑھیں اور باہر نکلا تو گالیاں دے رہا ہے، لڑ رہا ہے، غصہ کر رہا ہے، شیطان بن جاتا ہے تو یہ اللہ والا نہیں ہے، اللہ والا وہ ہے جو چوبیس گھنٹے اللہ کو دیکھتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میرا یہ بندہ زمین پر کیا کام کر رہا ہے، اسے ہر پل خدا یاد رہتا ہے۔ تو حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ اجل مولانا شاہ محمد احمد صاحب اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں ؎

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہو گیا

یعنی وہ دل اصلی معنوں میں دل بن جاتا ہے جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دردِ مستقل قائم ہو جائے۔ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ قلبِ سلیم کی آخری تفسیر بیان کرتے ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت قائم ہو جائے کہ بندہ کسی وقت بھی اللہ کو نہ بھولے، لہٰذا فرماتے ہیں کہ سَلِیْمٌ بمعنیٰ لَدِیْغٌ ہے یعنی کانٹا چبھ کر ٹوٹ جائے۔ اسی کو اردو شاعر کہتا ہے کہ ؎

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے
اسی کا نام ہے دردِ محبت

کیوں صاحب ایک کانٹا چبھا اور ٹوٹ گیا، اب مرغ کھا رہے ہیں تو بھی اس کی چبھن رہتی ہے یا نہیں؟ تو اللہ والے چاہے مرغ کھائیں، چاہے چٹنی روٹی کھائیں، چاہے انہیں ہوائی جہاز میں بٹھا

---

[۲۷] روح المعانی:۱۹/۱۰۰-۱۰۱، الشعرآء (۸۹)، دار احیاء التراث، بیروت

دو، چاہے تاجِ شاہی پہنا دو، اگر وہ اللہ والا ہے تو ہر وقت اللہ والا رہے گا۔ تخت و تاج اس کو گمراہ نہیں کرسکتے جیسے ایک اونٹ جارہا تھا اور اس کی پیٹھ پر نقارے بج رہے تھے یعنی بہت بڑے بڑے ڈھول جن کی آواز دو میل دور تک جاتی ہے، محلہ کے چند بچوں نے اونٹ کو چڑانے کے لیے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تالیاں بجائیں۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اونٹ نے ان بچوں سے کہا کہ اے میرے پیارے بچو! تمہارے تالی بجانے کا مجھ پر رعب نہیں جم سکتا، مجھے ان کا کوئی خوف یا ڈر نہیں ہے، نہ ہی میں تمہاری اس حرکت سے متأثر ہوسکتا ہوں کیوں کہ میری پیٹھ پر ایسے ڈھول بجتے ہیں جن کی آواز دو میل دور تک سنائی دیتی ہے، اس شور میں تمہاری تالیوں کی آواز بھلا ہمیں کیا سنائی دے گی، وہ تو ہمارے لیے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔

اللہ والوں کو آخرت کا غم اور میدانِ محشر کا اتنا خوف ہوتا ہے کہ تاجِ شاہی اور سلطنت اور مال و دولت ان کو خرید نہیں سکتی، گمراہ نہیں کرسکتی کیوں کہ ان کی پیٹھ پر اللہ کے خوف کے نقارے بج رہے ہیں۔ جب یہ دنیا والے ان کا مذاق اڑاتے ہیں کہ ارے مُلّا! یہ داڑھی کیوں رکھ لی؟ تو وہ کہتا ہے کہ تم ہنستے رہو، ان شاء اللہ ہمیں آخرت میں رونا نہیں پڑے گا، تم ہی ہنس کر اپنی آخرت خراب کررہے ہو۔ بس دوستو! اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ کی تفسیر ہوگئی۔ آج میں نے ایک نیا مضمون بیان کیا ہے پہلے اس کو کبھی نہیں بیان کیا۔ قلبِ سلیم کی پانچ تفسیریں بہت مدلل، مفصل اور بڑی زبردست تفسیر روح المعانی سے عرض کردیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو قلبِ سلیم یعنی بھلا چنگا دل، اللہ والا دل، اولیائے صدیقین جیسا دل عطا کردیجیے، اپنی رحمتِ کاملہ کے صدقہ میں، رحمۃ للعالمین کے صدقہ و طفیل میں اور ان بزرگوں کے صدقہ میں جن کی محبتوں میں ہم بیٹھے ہیں، جن کی جوتیاں اٹھانے کو ہم فخر سمجھتے ہیں۔ اللہ ہمیں اپنے بزرگوں سے عاشقانہ و والہانہ محبت نصیب فرمائیے۔ اللہ ہماری جانوں کو ان پر فدا فرما اور ان کے ناز و نخرے، ان کی ڈانٹ ڈپٹ کو ہمارے لیے لذیذ تر فرمادے۔

اے اللہ! لوگ دنیا کی محبت میں بازاروں میں دھوپ میں اپنا پسینہ نکالتے ہیں اور بڑے بڑے مال دار اور بڑے بڑے افسر ان کی ڈانٹ ڈپٹ سنتے ہیں تو یا اللہ! آپ کے مقبول و محبوب بندے اگر کبھی کسی بات پر ہماری گرفت کرلیں تو اپنی محبت میں ہمیں ان کی ڈانٹ

قلوب میں مٹھائیوں سے زیادہ لذیذ فرما دیجیے اور ہمیں اپنی ذات سے اور اہل اللہ سے عاشقانہ اور والہانہ تعلق نصیب فرمایے۔

یا اللہ! بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرما اور اپنے سے محبت کرنے والوں کی بھی محبت نصیب فرما۔ اے اللہ! اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو ہم سب کے لیے قبول فرما یعنی ہمیں اپنی محبت بھی نصیب فرما اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت بھی نصیب فرما اور ان اعمال کی محبت بھی نصیب فرما جو آپ کی محبت سے قریب کرنے والے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ کُلَّ خَیْرٍ لِّکُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ اے اللہ! آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف ہے کہ جو بلا استحقاق عطا فرمائے لہٰذا میں آپ سے ان دعاؤں کو سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے قبول فرمانے کی بھیک مانگتا ہوں۔ اے اللہ! جو لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں اخترؔ کو اور ان سامعین کرام کو سب کو بلا استحقاق محض اپنی رحمت سے اپنا مقبول، اپنا محبوب اور صاحبِ نسبت اللہ والا بنا دیجیے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

❖ ❖ ❖ ❖

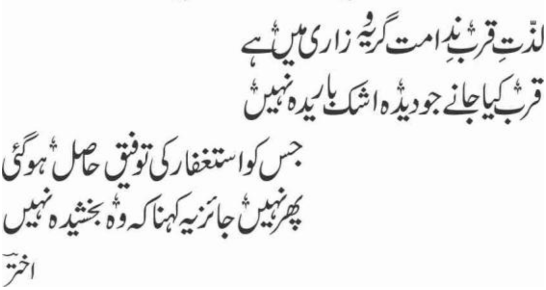

## دیدۂ اشک باریدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

# اصلاح کا آسان نسخہ

### حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

### دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا انتظام ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀

انسان سے جتنے گناہ ہوتے ہیں دل ہی کی خرابی سے ہوتے ہیں۔ دل کی اصلاح نہیں ہوتی تب ہی جھوٹ، غیبت، دھوکہ دہی، خیانت اور قتل وغیرہ جیسے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ بندے کے قلب میں خوفِ خدا نہیں ہوتا تب ہی گناہ کرتا ہے، جس دل میں خوفِ الٰہی ہوگا وہ کبھی گناہ نہیں کرے گا۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ "اصلاحِ قلب اور اعمالِ صالحہ" میں اس بات کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اعمالِ صالحہ کی انجام دہی میں اصلاحِ قلب کا بنیادی کردار ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دل خراب ہوگیا تو سارے اعضاء خراب کام کرنے لگیں گے کیوں کہ دل بادشاہ ہے اور اعضاء رعایا ہیں، بادشاہ بگڑ گیا تو رعایا بگڑ جائے گی، دل کو درست کرلو تو جسم کے باقی تمام اعضاء خود ہی اچھے اعمال کرنے لگیں گے۔ دل کی اصلاح کا نام ہی تصوف ہے۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری
[illegible]

AW152